شکر

داؤد اکبر اصلاحی

شکر ہر صحیح فطرت میں ودیعت ہے۔ کوئی متنفس اس جذبہ سے خالی نہیں ہے۔ ہر دل کی یہ صدا ہے اس لئے اس کی صداؤں سے اعراض کرنا درحقیقت اپنی فطرت سے جنگ کرنا ہے۔ ہمارے باطن کی تمام کائنات اسی چراغ سے روشن ہے اور پھر اسی کا پر تو ہے جو ہماری اس مادی زندگی کی ظلمتوں کو دور کرتا ہے۔ اگر انسان کے اندر یہ جذبہ نہ ہو تو وہ بھی ایک حقیر جانور ہے۔ اسی سے انسان کی وہ اصلی خصوصیتیں ظہور میں آتی ہیں جن کی بدولت وہ دنیا و آخرت کی تمام سرفرازیاں حاصل کرتا ہے۔ قرآن مجید میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انسانی فضائلِ اخلاق اور تمام صحیح اعمال و عقائد کا سرچشمہ یہی ہے۔ یہ بابِ آخرت بھی ہے اور کلید دنیا بھی۔ روحِ اخلاق بھی ہے اور روحِ سیاست بھی۔ خلاصہ قرآن بھی ہے اور مقصود سنت نبوی بھی۔ پس جو شخص اس جذبے سے محروم ہے وہ گویا ہر چیز سے محروم ہے ایک چیز کھو کر اس نے ہر چیز کھو دی۔

اس تمہید کے بعد اب ہم اجمالاً اس لفظ کی اصل حقیقت کی تشریح کرنا چاہتے ہیں۔

شکر کا مفہوم

شکر نام ہے اس جذبۂ محبت کا جو خدا کی صفات ربوبیت و رحمت میں غور کرنے سے پیدا ہوتا ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ شکر نام ہے اس کیفیت کا جو مظاہر قدرت ربانی کے مشاہدہ سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کیفیت کا پہلا ثمرہ ایمان ہے۔ اگر یہ کیفیت نہ ہو تو دِل کا تمام عالم یکسر ظلمات ہے اور قرآنِ مجید نے اس حالت کی تعبیر کفر کے لفظ سے کی ہے۔

شکر مبادی دین کا سرچشمہ ہے

شکر تمام مبادی دین کا سرچشمہ ہے۔ اسی سے توحید و معاد کے اعتقاد کی راہ کھلتی ہے اور اسی سے آدمی کو ایمان بالرسالت کے لیے دلیل ہاتھ آتی ہے۔ ذیل میں ہم اس دعوے کی بعض دلیلیں اجمالاً بیان کرنا چاہتے ہیں۔ سورۂ نساء میں ہے:

(۱) مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا (نساء: ۴۷) — اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ کو تمہیں عذاب دے کر کیا کرنا ہے اللہ قدردان اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں فرمایا، اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ" اگر تم نے شکر کیا اور ایمان لائے اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی اصل شکر ہے۔ آدمی میں جب یہ جذبہ زندہ ہوتا ہے تب ہی اس پر ایمان کی راہ کھلتی ہے۔

۲۔ قرآن پاک کی موجودہ ترتیب سے بھی ہمارے دعوے کے لیے ایک دلیل ہاتھ آتی ہے۔ قرآن مجید میں سورۂ فاتحہ تمام سورتوں سے پہلے ہے اور اس کے متعلق یہ بالاتفاق تسلیم ہے کہ وہ سورۂ شکر ہے۔ اس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ دین کی تمام تعلیمات کا سنگ بنیاد شکر ہے۔ اسی سے اس کے تمام مبادی پیدا ہوتے ہیں۔ شاید اسی وجہ سے فاتحہ کا نام ام القرآن بھی ہوا۔

تفصیل بالا سے شکر کی مرکزیت ثابت ہو گئی ہوگی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ دینی و دنیاوی ترقیوں میں اس کا کہاں تک دخل ہے؟

شکر دینی و دنیاوی ترقیوں کی اساس ہے

قرآن پاک کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ شکر اسلامی زندگی کے لئے سراسر باعث حیات ہے اور اس کا فقدان اس کے لئے ہلاکت و تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ صدر اول کے مسلمانوں نے اسی حقیقت کو پا کر ایسی درخشاں ترقی کی کہ اس قسم کا عروج چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ لیکن جس وقت سے مسلمانوں نے اس عظیم الشان اصل کو چھوڑا ان کی رفعتوں کا قصر آناً فاناً بیو مہ گیا۔ نہ تو ان کے پاس تخت و تاج ہی رہا اور نہ اخلاقی طاقت ہی کے وہ مالک رہ گئے۔

اسی پر معاملہ ختم نہیں ہوا۔ بلکہ اقوامِ عالم کی فہرست میں ان کا نام پست ترین قوموں کے سلسلے میں آنے لگا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس کا محض ایک سبب ہے۔ وہ اسی حقیقت کا (جسے شکر سے تعبیر کرتے ہیں) فقدان ہے۔ یہ شاعری نہیں ہے بلکہ حقیقت ثابتہ ہے۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (ابراھیم: ۷)

اور جب اعلان کر دیا تمہارے پروردگار نے کہ اگر شکر کروگے تو زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو (پھر میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اس آیت میں تصریح ہے کہ یہ سنت الٰہی ہے کہ ہر وہ جماعت جس میں شکر کا جذبہ ہوگا وہی انعامات الٰہی سے متمتع ہوگی اور جو اس دولت سے محروم ہوں گے ان کے لئے دنیا میں بھی محرومی اور آخرت میں بھی۔ خدا کا یہ اٹل قانون ہے، اس میں تخلف ناممکن ہے۔ امت مسلمہ پر بھی خدا کی یہ سنت جاری ہوئی: وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝

ایک دوسرے مقام پر یوں مذکور ہے:

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ (زمر: ۷)

اگر تم ناشکری کروگے تو خدا تمہاری حمد کا محتاج نہیں ہے وہ اپنے بندوں کے لئے ناشکری پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم اس کی شکر گزاری کروگے تو اسے وہ تمہارے لئے پسند کرتا ہے کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ اس کے بعد اپنے رب کی طرف تمہیں پلٹنا ہے پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔ اس لئے کہ وہ سینوں کے اسرار سے (بھی) واقف ہے۔

مذکورہ بالا آیت سے یہ ہویدا ہے کہ رضوانِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ محض شکر ہے۔ اس کے بغیر نہ تو کسی کی آئندہ زندگی ہی کی تعمیر ممکن ہے اور نہ دنیا ہی میں کوئی نمایاں درجہ حاصل ہو سکتا ہے اس لئے کہ ہر قسم کے امتیازوں کی کلید خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی جسے چاہتا ہے عزت دیتا

ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ اس کے تمام امور حکمت پر مبنی ہیں۔ اس لئے انعامات سے وہی لوگ لطف اندوز ہوں گے جو شکر کی دولت سے مالا مال ہوں گے۔ مذکورہ بالا آیت اس بارے میں حجۃ قاطعہ ہے۔

اوپر کی تشریح سے یہ حقیقت ذہن نشین ہو گئی ہو گی کہ دینی و دنیاوی ترقیوں کا حصول یکسر شکر پر مبنی ہے۔ اس کے بعد اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ انسان ہی کے لئے شکر کی صفت مخصوص نہیں ہے، بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ خدا کی حمد و تسبیح میں مشغول ہے۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر ان کی نغمہ ریزی مذکور ہے:

سورۂ حدید میں ہے:

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (حدید: ۱)

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب کی سب خدا کی حمد و تسبیح میں لگی ہوئی ہیں۔

ایک دوسری جگہ یوں مذکور ہے:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (تغابن: ۱)

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب کی سب خدا کی تسبیح کر رہی ہیں اسی کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ایک دوسرے مقام پر یوں مذکور ہے:

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (جمعہ: ۱)

آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب کی سب اس خدا کی تسبیح کر رہی ہیں جو بادشاہ پاک غالب حکمت والا ہے۔

ایک اور مقام پر یوں مذکور ہے:

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُوْنَ (روم: ۲۶)

اور اسی کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں ہیں سب اسی کے سامنے سرنگوں ہیں۔

مذکورہ بالا آیت سے ظاہر ہے کہ خدا کی حمد و تسبیح انسانوں ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی بے پناہ قدرت و جلال کا کلمہ پڑھ رہا ہے۔ کسی کو اس کی عبدیت سے

انکار کی تاب نہیں ہے۔ سب کے سب اس کی حمد میں نغمہ ریز ہیں اور غافل انسان کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہ بھی اپنا ساز چھیڑے تاکہ دونوں کے نغموں سے آسمان و زمین گونج اٹھیں۔

سورۂ نور میں ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِیْحَهٗ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ٥ (نور: ۴۱)	کیا دیکھتے نہیں کہ آسمانوں اور زمینوں میں جتنی چیزیں ہیں سب کی سب خدا کی تسبیح میں لگی ہوئی ہیں اور اڑتے ہوئے جانور پر کھولے ہوئے ہر ایک کو اس کی تسبیح معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس سے خوب واقف ہے۔

ایک دوسری جگہ یوں مذکور ہے:

وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (رعد ۱۵)	اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں صبح و شام برضا و رغبت یا مجبوراً سجدہ کر رہی ہیں۔

مذکورہ بالا آیات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شکر ایسا فریضہ ہے جس سے کائنات کا کوئی ذرہ بھی مستثنیٰ نہیں ہے، ہر ایک طوعاً و کرہاً اس کی عظمت و جلال کے سامنے جبین نیاز جھکانے پر مجبور ہے۔

سورۂ رحمٰن میں ہے:

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ٥ (رحمٰن: ۵)	اور سورج اور چاند ایک خاص انداز سے ہیں۔

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ شمس و قمر کا ایک خاص مقدار سے اپنے حدود میں چکر لگانا ہی ان کی نماز ہے۔

ایک اور مقام پر اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ٥ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ	خدا پاک ہے ان کی افترا پردازیوں سے، آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس

بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ
اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۔

کی تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ بیشک خدا حلیم اور بخشنے والا ہے۔

(بنی اسرائیل : ۴۳-۴۴)

الغرض قرآن پاک میں بے شمار ایسی آیات مذکور ہیں جن سے شکر کی ہمہ گیری اور فطرت کائنات ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ آخر یہ جذبہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟ قرآن پاک نے اس سوال کا متعدد جگہ جواب دیا ہے:

شکر کے محرکات

قرآنِ پاک کے استقصار سے معلوم ہوتا ہے کہ بے شمار مقامات پر خداوند تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے شکر کے وجوب پر استدلال کیا ہے۔

سورۂ نحل میں ہے:

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْــًٔا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ
وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝
اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ
السَّمَآءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ
جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ
لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا
تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ
وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ
اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَاللّٰهُ
جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ
لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

اور اللہ ہی نے تمہاری ماؤں کے پیٹ سے تمہیں نکالا ہے اس حالت میں کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ دیکھتے نہیں پرندوں کو کہ کیسے فضا میں بندھے ہوئے ہیں انھیں کوئی نہیں سنبھالتا بجز خدا کے ضرور اس میں ایمان والوں کے لیئے بڑے بڑے دلائل ہیں۔ اور خدا ہی نے تمہارے لئے رہنے کے لئے گھر بنا دیئے ہیں اور اسی نے چوپایوں کی کھال سے تمہارے سفر و حضر کے لئے ہلکے ڈیرے بنا دیئے ہیں اور ان کے اونوں اور بالوں سے سامان بنا دیا ایک مدت تک کے لئے اور تمہارے لئے اپنی مخلوقات سے سایہ کا سامان کیا اور پہاڑ میں چھپنے کی جگہیں بنا دیں اور بنا دیئے تمہارے لئے

سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

(نحل: ۸۱-۸۳)

ایسے کرتے جو بچاتے ہیں تمہیں گرمی سے اور ایسے کرتے جو بچاتے ہیں لڑائیوں سے، اس طرح وہ اپنی نعمت کا تمہارے لئے اتمام کرتا ہے شاید کہ تم اس کی اطاعت قبول کرو۔ پس اگر وہ روگردانی کریں تو (کچھ پرواہ نہیں) تجھ پر تو محض تبلیغ ہے۔ یہ خدا کی نعمت پہچان کر اس کا انکار کرتے ہیں اور اور اکثر ان میں ناشکرے ہیں۔

مذکورۂ بالا آیات سے وجوب شکر کے متعدد پہلو نکلتے ہیں۔

۱۔ انسان اپنے وجود میں خدا کا محتاج ہے۔ اس نہج سے بھی اگر غور کیا جائے تو اس میں وجوب شکر کی بہت بڑی دلیل ہے۔

۲۔ خداوند تعالیٰ ہی نے انسان کو قوائے مدرکہ سے آراستہ کیا ہے۔ اس لئے ان قویٰ کا ایسا استعمال ہونا چاہیے جس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہو۔ اس میں بھی شکر کے وجوب کی بہت بڑی دلیل ہے۔

۳۔ دنیا میں جتنی مخلوقات ہیں ان میں سے ہر ایک کی پیدائش میں کوئی نہ کوئی غرض ہے۔ کوئی پانی برسانے پر مامور ہے تو کسی کے ذمہ موسم کا خوشگوار بنانا ہے۔ کسی میں حرارت کا مادہ ہے تو کسی میں برودت کا۔ تو ضرور ہے کہ انسان جو خلاصۂ کائنات ہے اس کی پیدائش کا بھی کوئی اہم مقصد ہو۔ قرآن مجید نے ان کی زندگی کا نصب العین شکر قرار دیا ہے اور یہی انسان کی فطرت بھی ہے اس لئے کہ ہر انسان جس میں فکر و نظر کا مادہ ہے جب وہ اپنے آپ کا اور نظام عالم کا مطالعہ کرے گا تو بے اختیار ہو کر خلاق عالم کے سامنے اپنی جبین نیاز ڈال دے گا۔

ایک اور مقام پر انعاماتِ الٰہی سے شکر پر یوں استدلال کیا گیا ہے:

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(جاثیہ: ۱۲)

خدا ہی نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے سمندر کو، تاکہ اس میں کشتیاں چلیں اس کے حکم سے، اور تاکہ تم اس کا فضل چاہو اور شاید کہ تم شکر ادا کرو۔

ایک اور جگہ نہایت تفصیل سے خدا نے اپنی نعمتیں یاد دلا کر شکر پر ابھارا ہے۔ ملاحظہ ہو:

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّکُمْ مِّنْهُ
شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ۝ یُنْۢبِتُ
لَکُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّیْتُوْنَ وَالنَّخِیْلَ
وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ اِنَّ
فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ
لَکُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَ
الْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ اِنَّ
فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمَا
ذَرَاَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ ۝
وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْکُلُوْا مِنْهُ
لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً
تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَی الْفُلْکَ مَوَاخِرَ فِیْهِ
وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّکُمْ
تَشْکُرُوْنَ ۝

(نحل: ۱۰-۱۴)

خدا ہی نے آسمان سے پانی برسایا ہے جسے تم پیتے ہو اور اسی سے درخت اگتے ہیں جن سے تم چراتے ہو۔ تمہارے لئے اگاتا ہے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے۔ اس میں یقیناً ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں نشانی ہے اور اسی نے تمہارے لئے مسخر کر دیا رات اور دن اور سورج اور چاند اور تاروں کو سب اس کے حکم کے ماتحت ہیں ضرور اس میں عقلمند لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں اور جو بکھیرا ہے تمہارے لئے زمین میں جس کے رنگ مختلف قسم کے ہیں۔ اس میں سبق حاصل کرنے والوں کے لئے بڑی نشانی ہے اور اسی نے دریا کو تمہارے لئے مسخر کر دیا تاکہ اس سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور نکالو جسے تم استعمال میں لاتے ہو اور تم دیکھتے ہو اس میں کشتیاں جو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم خدا کے فضل کی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

دیکھئے مذکورہ بالا آیات میں جو چیزیں مذکور ہیں کیا ان میں سے کسی ایک پر بھی انسان کا تصرف ہے کیا انسان کے حکم سے پانی برس سکتا ہے؟ اور کیا زمین اس کی خواہش پر اس کے لئے اپنے خزانے اگل سکتی ہے؟ اور کیا درخت میں اس کے اشارے سے پھل آسکتا ہے؟ اور کیا اختلاف لیل و نہار میں اسے ذرا بھی دخل حاصل ہے؟ غالباً ہر شخص بلا تردد ان سوالات کا جواب ان الفاظ میں دے گا کہ "یہ ضرور ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری ہی فائدہ رسانی کے

لئے ہے۔ اس لحاظ سے یہ پورا کارخانہ ہمارا خادم ہونے کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ اس پورے کارخانے کی باگ کسی اور ہی طاقت کے ہاتھ میں ہے جس کے حکم کے بغیر آسمان وزمین میں کوئی انقلاب نہیں ہو سکتا۔" پس انسان کی بے بسی کا جب یہ عالم ہے تو پھر اسی کا شکر بھی ہونا چاہیئے جس نے یہ سب کچھ اسے عطا کیا ہے اس لئے نہیں کہ وہ شکر کا بھوکا ہے بلکہ اس لئے کہ ہم اس کی نوازشوں کے زیادہ سے زیادہ مستحق ہو سکیں۔ مذکورۂ بالا آیات میں یہی حقیقت بیان کی گئی ہے۔

تفصیل بالا سے یہ حقیقت محتاجِ بیان نہ رہی کہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں مہربانی مقتضی ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ اس کا شکر ادا کرے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شکر گزاروں کے لئے خدا کی طرف سے دنیا میں بھی تائید ہوتی ہے اور آخرت میں بھی۔ دونوں جگہ وہی اس کے الطاف کے مستحق ہوں گے جو اس کا شکر بجا لائیں گے۔

شاکروں کے ساتھ خدا کی تائید دنیا و آخرت میں

قرآنِ پاک کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں ان کی تائید دنیا میں بھی ہوتی ہے اور آخرت میں بھی وہی نعمائے الٰہی سے محفوظ ہوں گے۔

سورۂ قمر میں مذکور ہے:

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ‎۝‏ إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّآ آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ ‎۝‏ نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن شَكَرَ	لوطؑ کی قوم نے تنبیہوں کو جھٹلایا۔ ہم نے ان پر پتھراؤ کیا۔ بجز آلِ لوط کے کہ ہم نے انھیں سحر کے وقت نجات دی۔ ایسا بطورِ احسان کے اپنی طرف سے ہم نے کیا اور ہم اس طرح شکر گزاروں کو جزا دیتے ہیں۔
(قمر: ۳۳-۳۵)	

مذکورہ بالا آیات میں تصریح ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم ناشکری کے جرم میں ہلاک کر دی گئی اور حضرت لوطؑ اور ان کے اتباع پر محض ان کی شکر گزاری کی برکت سے آنچ تک نہ آئی۔ بلکہ یہ انھیں کی طرف سے خدا نے پرستارانِ باطل سے انتقام لیا تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو جماعت جذبۂ شکر سے معمور ہو گی اس کے دشمنوں کا خدا بھی دشمن ہو گا اور اس کے

دوستوں کا بھی خدا دوست ہوتا ہے:

ایک اور جگہ یوں مذکور ہے:

وَحَمَلْنَاهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ٥ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ٥ قمر: ۱۳-۱۴)	اور ہم نے اسے اٹھا لیا ایک تختوں اور میخوں والی پر جو چلتی تھی ہماری نگرانی میں۔ اس شخص کو جزا دینے کے لئے جس کا انکار کیا گیا تھا۔

ان آیات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قوم نوح کی تباہی بھی اسی لئے عمل میں آئی کہ وہ کفرانِ نعمت کے جرم کی مرتکب ہوئی۔

جس طرح دنیا میں شاکروں کے ساتھ خدا کی عنایت شاملِ حال ہوتی ہے اسی طرح آخرت میں بھی ان کے لئے سرخروئی حاصل ہوگی۔

سورۂ آل عمران میں ہے

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ٥ (آل عمران: ۱۴۵)	اور کسی پر موت نہیں طاری ہو سکتی۔ اِلّا یہ کہ اذن الٰہی ہو جائے (جس کے لئے) ایک وقت ٹھہرا دیا گیا ہے۔ جو دنیا کا ثواب چاہتا ہو اُسے ہم دنیا ہی کا ثواب دیں گے اور جو کوئی آخرت کے ثواب پر نظر رکھتا ہے اُسے آخرت کا ثواب دیں گے اور ہم شکر گزاروں کو ان کی نیک عملی کی جزا ضرور دیں گے۔

دیکھئے مذکورہ بالا آیت میں تصریح ہے کہ شاکر بندوں کے لئے خدا کے حضور میں بڑے بڑے انعامات ہیں۔ ذیل کی آیات اس بارے میں حجۃ قاطعہ ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ٥ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٥ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا	بلاشبہ ابراہیم ایک پوری امت تھا اللہ کے آگے جھکا ہوا تھا ہرگز مشرکین میں سے نہ تھا وہ اللہ کی نعمتوں کا شکر بجا لانے والا تھا اللہ نے اسے برگزیدگی کے لئے چن لیا اور سیدھے راستہ کی

حَسَنَةً، وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝

ہدایت دی اسے دنیا میں بھی ہم نے بہتری دی اور آخرت میں بھی، اور بلاشبہ آخرت میں اس کی جگہ صالح انسانوں میں ہوگی۔ (نحل: ۱۲۰-۱۲۲)

مذکورہ بالا آیات میں تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی شکر ہی کی بدولت دنیا و آخرت دونوں میں سربلندی و سرخروئی حاصل ہوئی۔

ادارہ علوم القرآن کی تازہ پیش کش

● قرآنی مقالات

صفحات ۳۲۰

قیمت عام ایڈیشن /۷۰، لائبریری ایڈیشن /۸۵

مؤقر رسالہ "الاصلاح" میں نصف صدی پیشتر شائع شدہ نایاب مقالات کا ایک نادر انتخاب

جس میں: ٭ فلسفۂ نظم قرآن اور قرآن مجید کی ترجمانی کے اصول بتائے گئے ہیں۔
٭ بعض مشکل قرآنی آیات کی دل نشین تشریح کی گئی ہے۔
٭ بعض قرآنی مباحث پر اہم تحقیقاتی مضامین شامل ہیں۔
٭ اقسام القرآن کے سلسلہ میں افکار فراہی کی مدلل ترجمانی کی گئی ہے۔
٭ قرآنی تعلیمات: تقویٰ، خلوص اور مومن کی مطلوبہ صفات بیان کی گئی ہیں۔

● کتابیاتِ فراہیؒ

مرتبہ: ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی

فراہیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ایک نادر تحفہ

بیسویں صدی کے معروف مفسر مولانا حمید الدین فراہیؒ نے:
کیا کچھ لکھا، کتنا چھپ چکا ہے، کہاں اور کب چھپا ہے۔
مولانا فراہیؒ کی شخصیت و افکار پر کیا کام ہوا ہے، ڈاکٹریٹ کے مقالے، کتابیں اور مقالات و مضامین کس نے لکھے، کہاں چھپے۔
مولانا فراہی کی کتابوں پر اہل علم کی رائیں اور تبصرے نیز مختلف ماخذ میں بکھری ہوئی دستیاب معلومات مکمل حوالوں کے ساتھ۔
تحقیق کے جدید اصول اور معیار سے ہم آہنگ

قیمت: صرف ۱۵ روپے

ادارہ علوم القرآن، پوسٹ بکس نمبر ۹۹، سرسید نگر، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲